۱۲۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا(حتی بوأهم محلتهم و بلغهم منجاتهم...... الخ)'' تا آنکہ ان (صحابہ کرام) کو منزل مقصود تک پہنچایا اور نجات کے مقام تک لا چھوڑا، ان کی لاٹھی سیدھی ہوگئی اور ان کی ایمانی چٹان اپنی جگہ ٹک گئی، واللہ میں بھی اس قافلے کے آخر میں تھا۔'' (نهج البلاغة ۱/۷۷)

۱۳۔ آپ رضی الہ عنہ نے آیت ﴿رجال لاتلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله واقام الصلاة﴾ کی تفسیر میں صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے فکر و دماغ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے مناجات کی ہے اور ان کی عقلوں میں ان سے کلام کیا ہے۔ان کے دل، آنکھیں اور کان نور، بیداری اور ہدایت سے منور ہوگئے۔اور وہ گزشتہ ایام میں اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی فیضان شدہ نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔اس کے مقام جلالت سے خوف کھاتے ہیں۔وہ گویا بیابانوں اور جنگلوں میں ہدایت کے روشن مینار ہیں۔میانہ روی کی روش اپنانے والوں کا طریقہ پسند کرتے اور انہیں بشارت دیتے ہیں۔اور جو شخص دائیں بائیں چلتا ہے اس کے راستے کی مذمت کرتے اور ہلاکت سے ڈراتے ہیں۔وہ لوگ تاریک شب کے لیے مشعل راہ اور شبہات کو دور کرنے والے واضح نشانات تھے۔ وہ ذکراللہ والے تھے کہ دنیا کے بدلے اسے خرید لیا تھا۔پس کوئی دنیاوی تجارت اور خرید وفروخت انہیں اس سے غافل نہ کرسکی۔وہ زندگی کے دن اسی میں کاٹتے اور غافلوں کے کانوں کو اللہ کے حرام کردہ امور سے متنبہ کرتے تھے، انصاف کا حکم کرتے اور خود بھی عدل برتتے۔احوال آخرت کا مشاہدہ کرلیا تھا، وہ اہل برزخ کی اس طویل اقامت گاہ کے حالات پر مطلع ہوگئے تھے، قیامت کا منظر ان کے سامنے تھا، اس کا پردہ دنیا والوں کے سامنے کھول دیا کہ وہ یہ اشیاء دیکھ رہے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے۔میں نے ان کو واضح طور پر لوائے ہدایت اور ظلمت کے لیے روشن چراغ بنایا۔ملائکہ رحمت ان کو گھیرے رہتے، سکینہ ورحمت ان پر نازل ہوتی اور آسمان کے دروازے ان کے لیے کھلے رہتے، ان کے لیے نہایت عالیشان رہائش گاہیں تیار کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے مقام ومرتبہ پر مطلع تھا۔اس لیے ان کی نیکیوں اور قربانیوں کو قبول کرلیا اور ان کے مقام عالی کی تعریف کی۔ (نهج البلاغه :۲۳۷)

رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجرى من تحتها الأنهار

☆☆☆☆☆

حج بیت اللہ............احکام وآداب

یوسف علی عبداللہ

حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں رکن اور اہم شعائر میں سے ایک ہے، جس کے ذریعے بندہ اللہ کی قربت اور معیت حاصل کرتا ہے۔ مستطیع اور مقتدر شخص کے لیے ضروری ہے کہ دیگر مصروفیات کو ترک کر کے حج کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔

حج کی فرضیت: راجح قول کے مطابق یہ 9 ہجری میں فرض ہوا۔

قرآن کریم:﴿وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا ومن کفر فان الله غنی عن العالمین﴾(آل عمران:۹۷) ''اللہ تعالی نے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کر دیا ہے جو اس کی طرف آنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی تمام دنیا سے بے پروا ذات ہے'' یہ آیت حج کی فرضیت پر واضح اور صریح نص ہے اور اس میں بہت تاکیدی حکم ہے، کیونکہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے کفر قرار دیا ہے جس سے حج کی فرضیت اور تاکید میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔(تفسیر احسن البیان ص ۱٦)

سنت مطہرہ:

۱۔ عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلاة وایتاء الزكاة والحج وصوم رمضان.(متفق علیه)

۲۔ عن ابی هریرة قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: أیها الناس ان الله قد فرض علیكم الحج فحجوا ''حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کرو''(مسلم كتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر ح ۱۳۳۷)

۳۔ عن ابن عباس عن النبی ﷺ انه قال تعجلوا الی الحج .یعنی الفریضة.فان احدكم لایدری مایعرض له ''اے لوگو! فریضہ حج کی ادائیگی جلدی کیا کرو، معلوم نہیں کہ تمہیں کیا رکاوٹیں پیش آئیں گی۔''

۴۔ ایک صحابی کے استفسار پر آپ ﷺ نے جواب دیا(الحج مرة فمن زاد فهو تطوع) ''یعنی حج

(عمر میں) ایک مرتبہ فرض ہے جو زیادہ حج کرے وہ اس کے لئے نفل ہے۔'' (المسند برقم ۲۶۳۷)

اجماع: صحابہ کرام کے سنہرے دور سے لیکر آج تک کے علماء کا اجماع ہے کہ مستطیع آدمی پر حج ایک بار فرض ہے۔ راجح قول کے مطابق جب استطاعت ہو تو فوراً ادا کرنا ضروری ہے۔

حج اور عمرہ کی فضیلت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات

حج مسلمان کی زندگی پر بہترین اثرات ڈالتا ہے اور اس سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے اہم ترین چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حج افضل ترین عبادات میں سے ایک ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہ بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے جواب ملا ''اللہ اور رسول پر ایمان لانا'' پھر سوال کیا اس کے بعد کونسا عمل ہے آپ نے جواب دیا ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا'' پھر کونسا عمل افضل ہے جواب دیا ''حج مبرور ہے۔'' (متفق علیه) حج مبرور سے مراد وہ مقبول حج ہے جو ارکان، واجبات و آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے ادا کیا جائے اور منع کردہ چیزوں سے بچا جائے۔

۲۔ حج گناہوں کو مٹانے والا عظیم عمل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لیے حج کرتا ہے اور فسق و فجور سے بچتا ہے، وہ گناہوں سے ایسا صاف ستھرا ہوتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے بنا ہو۔ (متفق علیہ) دوسری روایت میں ہے کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک کے لیے کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (متفق علیه)

۳۔ حج جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے چھٹکارا پانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت عائشہ بیان فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یوم عرفہ میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزادی دیتا ہے اتنا کسی دوسرے دن نہیں دیتا۔ اس دن اللہ اپنے بندوں کے اتنے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور عام بخشش کا اعلان کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة وفضل عرفة رقم ۳۴۸)

۴۔ اللہ اور بندے کے درمیان تعلق اور رابطہ قائم کرنے کا بہت بڑا عمل ہے۔ بندہ عاجزی اور محتاجی کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ سے فریاد کرتا ہے۔ اللہ نے جن چیزوں کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے ان کی تعظیم بجالاتا ہے اور جن

چیزوں کی تحقیر کرنے کا حکم دیا ہے ان کو حقیر سمجھتا ہے، اللہ کے حکم کی تعظیم کرتے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے۔ رکن کو استلام کرتا ہے، غرض ہر معاملے میں اللہ کی اطاعت اور اوامر کی تعظیم کرتا ہے۔ جبکہ شیطان رجیم کی تحقیر کرتے ہوئے جمرات پر کنکریاں مارتا ہے اور مہرباں ماں حضرت ہاجرہ کو یاد کرتے ہوئے صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے۔ یہ احکام بجالاتے ہوئے بندہ اپنے آپ کو باعزت اور طاقت ور سمجھتا اور اللہ کی حفاظت اور خاص معیت کو محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا مطیع بندہ ہے اللہ کے حکم اور منہج پر چل رہا ہے اور اس راستے پر گامزن ہے جو اللہ نے اپنے انبیاء کے لئے مقرر کیا ہے۔ یہ احساسات بندے کے دل پر گہرے اثرات چھوڑتے ہیں اور بندہ مزید اللہ کے قریب ہوتا ہے اور مزید اللہ کا حمد وثنا بیان کرتے ہوئے لبیک اللھم لبیک کا ورد کرتا ہے اور جب اپنے اردگرد مشاہدہ کرتا ہے تو تمام مسلمان بھائیوں کو ایک لباس میں، ایک انداز میں اور ایک ہی کلمہ کا ورد کرتے دیکھتا ہے جہاں کالے، گورے اور سفید، پیلے میں کوئی فرق نہیں۔ مرد عورت، رئیس، عوام، آقا اور غلام سب برابر ہیں۔ سب ایک ہی پکار کے ساتھ چیخ رہے ہیں لبیک اللھم لبیک سب ایک ہی رب کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ سب ایک ہی مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں وہ اللہ کی رضا کا حصول اور غفرانِ ذنوب اور دخول جنت ہے۔ یہاں کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت نہیں ماسوائے تقوی کے، یہاں کوئی قومیت، کوئی عصبیت، کوئی محبت نہیں چلتی ہے۔ یہاں کچھ کام آتا ہے تو وہ اخوت اسلام، رابطہ ایمان اور باہمی تعاون ومحبت ہے۔

۵۔ حج کا یہ عمل مسلمانوں کی وحدت وقوت اور اجتماعیت کا ایسا مظہر ہے جو دنیا کے کسی مذہب میں دیکھنے کو نہیں ملے گا۔ یہی حقیقی اجتماعیت اور وحدت ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا﴿ان ھذہ امتکم امة واحدة وانا ربکم فاعبدون﴾(الانبیاء: ۹۲) ''یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری ہی بندگی کرو'' امت کے افراد ایک ہی میدان میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور محبت وتعاون اور بھائی چارگی کا تبادلہ کرتے ہیں اور آپس میں مشورہ کر کے اپنے لئے لائحہ عمل تیار کرتے ہیں اور روشن مستقبل کی طرف چلنے کے لیے راہنمائی کرتے ہیں۔

حج واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱)اسلام (۲) بلوغت (۳) عقل (۴) حریت (۵) حج استطاعت (مالی اور جسمانی لحاظ سے) (۶) عورت

کے لئے محرم کا ساتھ ہونا۔ ان میں کوئی شرط مفقود ہو تو حج واجب نہیں۔

ارکان حج: راجح قول کے مطابق حج کے ارکان چار ہیں

۱۔ احرام باندھنا۔

۲۔ وقوف عرفہ۔

بعض احادیث کے مطابق رات کا ایک حصہ بھی عرفات میں وقوف ہو جائے تو کافی ہے۔

۳۔ طواف افاضہ کرنا۔

۴۔ صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

یہ حج کے بنیادی ارکان ہیں۔ ان تمام ارکان کو اپنائے بغیر حج صحیح نہیں ہو سکتا۔

حج کے واجبات: واجبات سے مراد وہ اعمال ہیں جن کو اپنانا مطلوب ہے اور ترک کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی مجبوری سے اس پر عمل نہ ہو سکے تو فدیہ کے ذریعے تلافی ہو سکتی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں

۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔

۲۔ عرفہ کے میدان میں زوال سے غروب آفتاب تک رہنا۔

۳۔ عرفہ سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گزارنا۔

۴۔ ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا۔

۵۔ دس ذوالحجہ کے دن جمرہ عقبہ کو کنکری مارنا، اور ایام تشریق میں دوسرے جمرات پر بھی کنکریاں مارنا۔

۶۔ مردوں کے لیے سر کے بال منڈانا یا کترانا عورتوں کے لیے صرف بالوں کی چوٹی میں سے تھوڑا سا کترانا۔

۷۔ حج سے واپسی کے وقت طواف وداع کرنا۔

حج کے آداب اور مطلوبہ چیزیں:

بیت اللہ کی طرف سفر عظیم قربات میں سے ایک ہے اور حج کا یہ عمل افضل ترین عبادتوں میں سے ایک ہے۔ اس لئے درج ذیل آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ اللہ کی طرف خلوص دل سے تائب ہو جائیں، تاکہ حاجی اس انداز سے واپس لوٹ سکیں کہ گناہوں سے

پاک صاف ہوں اور نبی ﷺ کی نوید پر اپنے آپ کو پورا پورا اتار سکیں۔

۲۔ ہر قسم کے مظالم سے معافی حاصل کریں اور جو حقوق اس کے ذمے ہیں وہ ادا کر کے ان سے معافی حاصل کریں۔

۳۔ اس مبارک عمل کے لئے صرف حلال مال خرچ کریں اور ہر قسم کے مشکوک اور حرام مال سے حتی الامکان بچیں، حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت کچھ کام نہیں دے گی۔ رشوت، سود، حرام تجارت، غصب اور دھوکہ فریب سے کمائی ہوئی دولت غرض کسی بھی طریقے سے ہیر پھیر کر کے کمایا ہوا مال حج کی ادائیگی میں خرچ نہ کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص گرد وغبار سے اٹا ہوا پراگندہ بال اور اللہ کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے اور یارب! یارب! کہہ کر زور دیتا ہے لیکن اس کا کھانا حرام سے ہے، پینے کی چیزیں حرام مال سے ہیں اور اس کا لباس حرام مال سے بلکہ اس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہے تو کس طرح اس کی دعائیں قبول ہوں گی؟''

۴۔ اس سفر کے لیے پہلے ہی بہترین ساتھیوں کا انتخاب کریں جاہل، مبتدع اور برے ساتھیوں سے دور رہئے تاکہ نیک رفقاء اچھے کاموں متعاون ثابت ہوں۔ اور برے کاموں سے رد کنے والے بن جائیں۔

۵۔ اپنے گھر والوں کو تقوی کی وصیت کریں اور اپنے اوپر جو حقوق ہیں وہ بھی بطور وصیت لکھ چھوڑ دیں ممکن ہے کہ وہ اس سفر سے لوٹ نہ سکیں۔

۶۔ عورتوں پر ان چیزوں کے علاوہ خاص طور پر لازم ہے کہ اپنی زینت کو کبھی بھی ظاہر نہ کریں اپنے قول فعل اور حرکات وسکنات میں اللہ سے ڈرتی رہیں، حالت احرام کو دلیل بنا کر اپنے چہرے کو ظاہر نہ کریں اور نرم باتیں نہ کریں اور ایسے کھیل کود اور باتوں سے بچیں جن کی وجہ سے کمزور ایمان والے کے دل میں برے خیالات پیدا ہوں۔

۷۔ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس میں لالچ نہ کریں۔ ان کے بھید کے پیچھے نہ پڑیں ان کی لغزشوں اور ہفوات لسانی سے درگزر کریں۔

۸۔ مناسک حج ادا کرتے ہوئے نیت کو خالص کریں صرف اللہ کی رضامندی اور خوشنودی مدنظر رکھے کیونکہ اللہ صرف خالص عمل کو ہی قبول کرتا ہے اور جتنا ممکن ہو کامل طریقے سے افضل عمل کو اپنائیں۔

۹۔ اس مبارک سفر میں واجبات کی پابندی کریں جیسے نماز با جماعت ادا کرنا، نگاہوں کو پست رکھنا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام کریں اور غیبت، چغلی، حسد، جھوٹ اور ظلم وزیادتی وغیرہ محرمات سے اجتناب کریں۔

۱۰۔ مبارک ایام کے اوقات کو ضائع ہونے سے بچاتے ہوئے اپنی زبان کو ذکر اللہ، تلاوت قرآن میں مشغول

رکھیں اور دعاء استغفار کرتے رہیں۔

۱۱۔ طواف، صفا مروہ کی سعی، عرفات، منیٰ اور دیگر مقامات پر لوگوں کو تکلیف دینے اور دھکم پیل سے جتنا ہو سکے اجتناب کریں۔

۱۲۔ ان مبارک ایام میں دینی احکام ومسائل مزید سیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے عمل میں نکھار پیدا کریں۔ اگر ممکن ہو تو دوران حج کسی عالم دین کے ساتھ رہ کر مسائل پوچھتے رہیں۔

حج کی اقسام: حج کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ **حج تمتع**: حج کے مہینوں میں صرف عمرے کی نیت کرتے ہوئے میقات سے احرام باندھنا اور عمرہ کر کے حلال ہو جانا۔ پھر یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو نئے احرام کے ساتھ منیٰ کو جائیں، یہ سب سے افضل ہے۔

۲۔ **حج قران**: میقات سے احرام باندھتے ہوئے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرنا اور اس حاجی پر لازم ہے کہ طواف وسعی کے بعد حلال ہوئے بغیر احرام کی حالت پر رہے اور یوم الترویہ منیٰ کی طرف کوچ کرے اور حج کے تمام اعمال سے فارغ ہونے کے بعد ہی حلال ہو جائے۔ یاد رہے کہ قران میں قربانی کا جانور اپنے علاقے سے ساتھ لے جانا ہوتا ہے۔

۳۔ **حج افراد**: ۱۰ ذی الحجہ کو میقات سے صرف حج کی نیت کرے اور حج سے فراغت تک احرام میں رہے۔ اس میں عمرہ نہیں ہے اور قربانی بھی واجب نہیں ہے۔

میقات: مکان کے اعتبار سے جو مواقیت نبی ﷺ نے مقرر کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱. **ذی الحلیفة**: مکہ سے ۴۳۰ کلومٹر پر ہے یہ اہل مدینہ اور اس سمیت سے آنے والوں کا میقات ہےجو اس وقت آبار علی کے نام سے مشہور ہے، مدینہ سے 6 میل کے فاصلے پر ہے۔

۲. **الجحفة**: مکہ سے ۲۰۱ کلومٹر پر ھے جہاں سے لبنان، شام، اردن، فلسطین، مصر، سودان اور افریقہ والے احرام باندھتے ہیں۔ یہ قدیم بستی تھی، جو اس وقت ویران ہے، اس کی سیدھ میں ''رابغ'' واقع ہے، جہاں سے اس وقت احرام باندھتے ہیں۔

۳. **قرن المنازل** : مکہ سے ۷۸ کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہ اہل نجد، خلیج، عراق اور ایران کے لیے ہے، اس وقت السیل کے نام سے مشہور ہے۔

۴. **یلملم** : اسے الملم بھی کہا جاتا ہے۔ مکہ سے ۱۲۰ کلومیٹر پر واقع ہے، جہاں سے یمن، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین، ہندوستان، پاکستان اور جنوبی ایشیا کے حجاج احرام باندھتے ہیں۔

۵. **ذات عرق** : یہ مکہ سے ۱۰۰ کلومٹر کے فاصلے پر ہے، جسے آج کل الغریبہ کہتے ہیں۔ اہل عراق اور مشرق سے آنے والوں کا میقات ہے۔ (المرعاۃ: ۸/۲۶۶، تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام ۲/۹)

یہ مواقیت مذکورہ علاقے والوں اور ان علاقوں سے گزر کر مکہ آنے والوں کے لئے ہیں، خواہ بحری، بری راستے سے آئیں یا فضائی راستے سے۔ لیکن فضائی راستے سے جانے والے کے لئے دوران سفر احرام باندھنا مشکل ہے، لہذا جہاز پر بیٹھنے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں۔ البتہ نیت کے الفاظ میقات کے کسی قدر قریب پہنچ کر ادا کیے جائیں تو مناسب ہے۔

دلیل: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذو الحلیفہ اور شام کے لئے جحفہ نجد کے لئے قرن اور یمن والوں کے لئے یلملم میقات مقرر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''ھن لھن ولکل آت اتی علیھن من غیر اھلھن ممن اراد الحج و العمرۃ'' (رواہ البخاری، کتاب الحج، باب مھل اھل الشام، ح: ۱۵۲۶) ''یہ انہی علاقہ والوں کے لئے اور ہر اس کے لئے جو ان علاقوں سے گزرتے ہیں، جو عمرہ و حج کا ارادہ کرتا ہے۔'' اور جو شخص میقات کے اندر ہو تو اسی جگہ سے احرام باندھ لیں جہاں سے وہ نکلتا ہے۔ مکہ والے اپنے گھروں ہی سے احرام باندھ لیں۔

حج کے اعمال: یوم الترویہ (8 ذی الحجہ) کو منیٰ کی طرف جانے کے لئے تیاری کریں۔ اگر متمتع ہو تو غسل کر کے بہترین خوشبو استعمال کریں اور احرام پہن لیں اور دو رکعت نماز پڑھیں، پھر حج کی نیت کر کے سورج کے طلوع ہونے کے بعد منیٰ کی طرف نکلیں اگر قارن یا مفرد ہو تو وہ سابقہ احرام پر رہتے ہوئے منیٰ جائیں اور رات وہاں گزاریں۔

پھر نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کی طرف کوچ کریں اور زوال تک نمرہ میں رہیں زوال کے بعد حدود عرفہ میں داخل ہو جائیں۔ امام کا خطبہ سنیں اور ظہر عصر کو جمع تقدیم کے ساتھ قصراً پڑھیں۔ پھر دعاء واستغفار میں مشغول رہیں، ہر قسم کے لہو ولعب سے بچیں، شیطان کو کبھی موقع نہ دیں۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق